

اے مفیض وجود سایہ و نور      جب تلک ہے نمود سایہ و نور  
اس خداوند بندہ پرور کو      وارث گنج و تخت و افسر کو  
شاد و دل شاد و شاد ماں رکھیو!      اور غالب پہ مہرباں رکھیو!

## آموں کی تعریف میں

تمہید :- یہ مثنوی، جیسا کہ آخر میں بتایا گیا ہے، میرزا غلام فخر الدین فتح الملک کے لیے کہی گئی تھی، جسے شہزادہ دارا بخت کی وفات کے بعد ولیعهد مانا گیا تھا۔ ۱۰۵۲ھ میں اس کی ولیعهدی انگریزی حکومت نے منظور کی اور ۱۰۵۶ھ میں اس نے وفات پائی۔ بہادر شاہ کا یہ دوسرا ولی عہد میرزا غالب کا شاگرد تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ مثنوی ۱۰۵۲ھ اور ۱۰۵۶ھ کے درمیان کہی گئی، کیونکہ شہزادے کو "والی ولایت عہد" کہا گیا ہے۔

۱۔ شرح : خبردار ہو جاؤ، میرا درد مند اور زمرے گانے والا دل کس لیے راز کے خزانے کا دروازہ نہ کھولے ؟  
اس شعر کے سلسلے میں یہ بحث چھیڑی گئی ہے کہ شعر خطابیہ ہے اور دوسرے مصرع سے پہلے "تو" محذوف رکھا گیا ہے۔ یہ ظاہر اسے خطابیہ باننے کی کوئی وجہ نہیں، میرزا ویسے ہی کہتے ہیں کہ میرا درد مند دل کیوں نہ خزانہ راز کا دروازہ کھولے۔

۲۔ شرح : کاغذ کے صفحے پر قلم کا رواں ہونا ایسا ہی ہے، جیسے شاخ گل سے پھول جھڑنے لگیں۔

۳۔ شرح : اے قلم ! تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے کہ کیا لکھنا چاہیے ؟ میں کتا باؤں ؟ لیکن موقع اور محل کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے نکتے لکھے جائیں، جن سے عقل و ہوش کی روشنی تیز تر ہو۔